Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 02, Issue 01, July-December 2023, PP: 114-141
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2630
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

عہدِ نبوی کی معاشی سرگرمیاں اور عصری ذرائع معاش

Financial practices during Prophet's Lifetime and Contemporary Economic Sources

Dr. Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi
dratifrao@uok.edu.pk

Abstract

After gracing the universe with beautiful creations, Allah extended his benevolence to mankind and sent prophets to refine their characters. Then he announced the completion of the divine message by sealing the chain of prophet hood on the holy prophet Muhammad (ﷺ) and declaring the life of the holy prophet a role model for humanity. Hence, individuals and communities can seek comprehensive guidance from the life of the Holy Prophet, seeking solutions not only for religious dilemmas but also for economic, social, and ethical challenges across every facet of life. In the pursuit of wisdom, scholars have crafted the realm of "Fiqh ul Sirah," a dedicated knowledge to navigate and resolve a spectrum of issues by drawing upon the noble life of the holy prophet (ﷺ). Whether it is individual life or collective life, the economy has a great impact on them because it is an essential need for continuity of life. The Prophet Muhammad ﷺ not only illuminated the path for spiritual matters, but he intricately weaved rules and guidance for fostering the development of societies. This article delves into the economic facets illuminated by the Messenger of Allah, peace be upon him. These insights served as the bedrock for the ascent of Muslims as a formidable economic force. Throughout the annals of Muslim history, the resilience of Muslim states in the face of economic challenges stands as a testament, with not a single instance where a Muslim state succumbed to economic ruin.

Keywords

Economic Stability, Seerah Studies, Islamic Economics, Economic Strategy.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1. تمہید

زیرِ نظر مقالہ اعلانِ نبوت سے قبل و بعد اہل حجاز کی معاشی سرگرمیوں اور عصرِ حاضر میں ان سے استفادہ کے حوالے سے ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتاہے۔اس حوالے سے سب سے پہلے شہر مکہ کا ذکر کیا جائے گا چونکہ اس وقت مکہ تجارتی مرکز تھا، حجاز اور دنیا کے بیچ میں ہونے کی وجہ سے تمام تجارتی قافلے اس شہر کے راستوں سے گزرتے تھے اوراہلِ مکہ کی تجارت پورے حجاز میں پھیلی ہوئی تھی۔اس وجہ سے سب سے پہلے مکہ کے معاشی حالات ذکر کریں گے۔

2. مکہ کے شہری آبادی کے معاشی ذرائع

مکہ کی زمین ایسی ہے جہاں پر صرف پہاڑ ہیں اور پانی بھی میسر نہیں اس لیے وہاں کی زمین پر کوئی آبادی وغیرہ نہیں ہوتی، جس سے اس میں رہنے والوں کے معاش کا بندوبست ہو جائے۔اس وجہ سے مکے کے رہائشی معاشی حصول کے لیے دوسرے ذرائع اختیار کرتے تھے، کبھی ایام حج میں آنے والے حاجیوں سے تجارت کرتے تھے جس سے ان کو نفع حاصل ہوتا تھااور دور دراز علاقوں کا تجارت کی غرض سے سفر کرتے تھے تاہم بنیادی طور پر مکہ کی شہری آبادی کا معاشی ذریعہ تجارت ہی تھی۔[1]تجارت کے ساتھ شہری آبادی والوں کے جانوروں کے بڑے بڑے ریوڑ ہوتے تھے جس کو وہ بدوی لوگوں کے ذمے لگاتے تھے جس سے ان لوگوں کو اچھا خاصہ نفع حاصل ہوتا تھا۔اس کے علاوہ شہری آبادی کے معاشی ذرائع میں کھیتی باڑی بھی شامل تھی۔ چونکہ مکے میں پانی نہیں تھا جس سے آبادی ہوسکے اور بنجر زمین ہونے کی وجہ سے آبادی نہیں ہوتی تھی تو ان کی زمینیں طائف کے ارد گرد تھیں جہاں پر کھیتی باڑی ہوتی تھی اس سے بھی ان لوگوں کو اچھا خاصا مال حاصل ہو جاتا تھا۔[2]اس کے علاوہ حضری لوگ حرفت سے بھی مال کماتے تھے، وہ اپنے ہاتھوں سے کوئی چیز تیار کرتے تھے پھر اسے بیچ کر مال کماتے تھے۔[3]اہلِ مکہ اپنے جانوروں کے ذریعے بہت سا مال ودولت حاصل کرتے اوراچھے طریقے سے اپنا گزر بسر کرتے تھے۔

3. دیہی آبادی کے معاشی ذرائع

بنیادی طور پر قبائل عرب دو قسم پر مشتمل تھے۔ایک وہ لوگ جو پورا قبیلہ مل کر رہتا تھا ایک جگہ پر عرب کے عرف میں اسے حضری کہتے ہیں اور جو لوگ مستقل ایک جگہ پر مقیم نہیں ہوتے تھے ان کو بدوی کہتے ہیں۔ یہ بدوی لوگ آج کی اصطلاح میں خانہ بدوش کی طرح زندگی بسر کرتے تھے، یعنی جہاں پر ان کو زندگی گزارنے کے اسباب مہیا ہوتے وہ وہیں پر اپنا قیام کر لیتے۔ ان بدوی لوگوں کا معاشی ذریعہ جانوروں کے ریوڑوں پر تھا جہاں پر ان کے جانوروں کے لیے پانی اور چارہ وغیرہ مل جاتا تھا یہ وہیں پر رہنے لگ جاتے تھے اور جب تک اس جگہ سے پانی اور گھاس ختم نہیں ہوتا تھا تو اس جگہ کو نہیں چھوڑتے تھے۔ پانی اور سبزہ ختم ہونے کی صورت میں دوسری جگہ کی تلاش میں رہتے تھے۔

عمومی طور پر ان بدوی لوگوں کے پاس اونٹوں کے ریوڑ ہوتے تھے اور یہ لوگ ان کا دودھ اور گوشت استعمال کرتے تھے اور ان کو بیچ کر بھی سرمایہ حاصل کرتے تھے بلکہ عرب میں جانوروں کی خرید وفروخت کا ایک مستقل کاروبار تھا چونکہ صحرائے عرب میں اونٹ ہی ہیں جو زیادہ دنوں تک بھوک اور پیاس برداشت کر لیتے ہیں۔[4] اونٹ کے علاوہ ان بدوی لوگوں کے پاس بکریوں اور بھیڑ کے بھی ریوڑ ہوتے تھے لیکن اونٹ کے مقابلے میں ان کی تعداد کم ہوتی تھی یہ ان کی کھال اور اون سے بھی نفع کماتے تھے، ان بکریوں اور بھیڑ کی اون سے کپڑے اور خیمے بنا کر استعمال میں لاتے تھے۔ صحرائے عرب میں بارش کے بعد وادیوں میں پانی آجاتا تھا یہ لوگ وہیں پر مقیم ہو جاتے تھے، اکثر یہ لوگ وادیوں اور نہروں کے کناروں پر آباد ہوتے تھے۔

4. اہل مکہ کی زمینی تجارت

جس طرح پہلے گزر چکا ہے کہ شہر مکہ کی زمین بنجر تھی اور وہاں پر کوئی آبادی وغیرہ نہیں ہوتی تھی، اس لیے وہاں کے باشندے حصول معاش کے لیے تجارت کرتے تھے۔ چھٹی صدی عیسوی سے قبل اہل مکہ داخلی تجارت کیا کرتے تھے، یعنی اس وقت مکہ تجارت کا مرکز نہیں بنا تھا چھٹی صدی عیسوی سے قبل یمن تجارت کا مرکز تھا لیکن چھٹی صدی عیسوی کے شروعات میں یمن کے حالات خراب ہونا شروع ہوگئے اور شاہ حبشہ کے بادشاہ نے یمن پر حملہ کر دیا داخلی انتشار اور جنگی حالات کی وجہ سے یمن کی تجارت کم ہوتی چلی گئی، اس کا فائدہ اہل مکہ کو ہوا۔ چونکہ مکہ کو اس وقت استحکام حاصل تھا اور قریش نے مکہ میں ایک شہری ریاست کی بنیاد رکھ دی تھی جس کی وجہ سے مکے میں امن اور استحکام تھا اور تجارت کے لیے امن واستحکام ضروری ہے جو مکے کو حاصل تھا اور ساتھ میں مکہ حج کی جگہ بھی تھا اور یہاں لوگوں کی آمد ورفت بھی زیادہ تھی، جغرافی لحاظ سے بھی مکہ دنیا کا مرکز تھا ان وجوہات کی بنا پر مکہ تجارتی مرکز بن گیا۔[5] اس زمانے میں لوگوں کی تجارت بڑے بڑے قافلوں کے ذریعے ہوتی تھی ان قافلوں میں بہت بڑا سامان ہوتا تھا اور زمینی تجارت دو قسم کی تھی:

- جزیرہ عرب کے اندر تاجر لوگ تجارت کرتے تھے۔
- جزیرہ عرب سے باہر یعنی ملک شام، روم، فارس اور ایران کے ساتھ ان کی تجارت ہوتی تھی۔

ان تجارتی قافلوں کو باحفاظت دوسرے ملکوں میں پہنچنا بڑا مشکل کام ہوتا تھا، چونکہ راستوں میں بدوی لوگ چوری اور ڈاکہ زنی کے ذریعے تجارتی قافلوں کو لوٹتے تھے اس وجہ سے قریش مکہ ان قبائل سے معاہدہ کیا تھا جہاں سے ان کی تجارتی قافلے گزرتے تھے اور ساتھ بیرون تجارت کے لیے روم، فارس اور حبشہ کے بادشاہ سے بھی تجارتی معاہدے کیے تھے۔

ان معاہدات کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ان تجارتی معاہدوں سے پہلے مکے کی تجارت مکے سے باہر نہیں جاتی تھی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کے پڑدادا ہاشم نے ملک شام کے بادشاہ قیصر سے تجارتی امان لینے کے لیے شام گئے، وہاں جاکر پہلے اپنی نیک نامی کو ظاہر کیا پھر بادشاہ کی قربت حاصل کی اور قیصر سے درخواست کی کہ ہم تاجر لوگ ہیں ہمیں راستے میں ہمارے تجارتی قافلوں کو لوٹ لیا

جاتا ہے۔ اگر آپ ہمیں تجارتی امان دے دیں گے تو ہم یہاں آکر ضرورت کی چیزیں بیچیں گے جو آپ کی رعایا کو سستی پڑیں گی۔ اس پر قیصر نے ان کو ایک تجارتی معاہدہ لکھ کر ان کے حوالے کیا(جس میں تجارتی امان دی گئی تھی)اور اس لکھی ہوئی تجارتی امان کو لے کر جب ہاشم مکہ واپس ہوئے تو راستے میں جو قبائل آباد تھے ان کو بھی قیصر کا لکھا ہوا معاہدہ دکھایا اور ان سے بھی ایک معاہدہ کیا، انہوں نے بھی تجارتی قافلوں کی صحیح سالم گزارنے کی یقین دہانی کرائی اس کے بعد ہاشم نے مکہ آکر ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور تجارت کے لیے چلے گئے اور اسی تجارتی سفر میں ہاشم غزہ میں فوت ہو گئے جو فلسطین کا علاقہ ہے۔

ہاشم کے فوت ہونے کے بعد مطلب بن عبد مناف ملک یمن کی طرف گئے اور وہاں کے بادشاہ سے تجارتی امان لی اور تجارتی راستے میں پڑنے والے قبائل سے بھی معاہدات کیے، پھر "مطلب" تجارت کے لیے یمن کی طرف گئے اور یمن کے علاقہ "بردمان" میں وفات پا گئے۔ مطلب عبد مناف کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اس کے بعد ہاشم کے بھائی عبد شمس بن عبد مناف حبشہ کی طرف گئے اور وہاں کے بادشاہ سے تجارتی معاہدہ کیا جس میں اس نے قریش کے تجارتی قافلوں کو امان دی تھی واپس مکہ آئے اور مکے میں ہی فوت ہو گئے۔ نوفل عبد مناف کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ یہ عراق کی طرف گئے اور قریش کے تجارتی قافلوں کے لیے وہاں کے بادشاہ کسریٰ (ایران) سے اپنی تجارتی قافلوں کی لیے امان لی اور ان راستوں پر جو قبائل آباد تھے ان سے بھی معاہدے کیے واپس مکہ آئے، اور تجارتی قافلہ لے کر واپس عراق گئے اور عراق کے علاقے "سلمان" میں وفات پا گئے۔ ان تمام تجارتی معاہدات کی وجہ سے قریش کے تجارتی قافلے جزیرہ عرب اور عرب سے باہر بھی آزادی اور امن و سکون سے آتے جاتے تھے۔[6]ان تمام تجارتی معاہدات سے قریش کے تجارتی قافلے پورے جزیرہ عرب میں اور جزیرہ عرب سے باہر ملک شام، یمن اور عراق کی طرف امن و سکون کے ساتھ آتے جاتے تھے ان کو کوئی خوف نہیں ہوتا تھا، اور یہ تجارتی قافلے گرمیوں میں شام کی طرف جاتے تھے چونکہ گرمیوں میں وہاں کی آب و ہوا ان کے موافق ہوتی تھی، اور سردیوں میں یہ قافلے ملک یمن کی طرف جاتے تھے اور وہاں سے بھی آگے موجودہ ترکی تک اور اس سے بھی آگے تک جاتے تھے، اس کی طرف اللہ تعالی نے "سورہ قریش" میں بھی اشارہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ قریش نے اپنے قافلوں کی حفاظت کے لیے ایک خفار بنایا تھا(ایک فورس تشکیل دی) تھی جو ان تجارتی قافلوں کی حفاظت پر مامور تھی اور ان کے ذمہ تھا کہ ان قافلوں کو منزل پر پہنچائیں گے۔

زمینی تجارت کے لیے جزیرہ عرب کے اندر بھی اور جزیرہ عرب سے باہر بھی بڑے بڑے تجارتی بازار لگتے تھے۔ وہاں جاکر قریش کے تاجر مال خریدتے تھے اور بیچتے تھے، جس سے ان کو بہت سا نفع حاصل ہوتا تھا، ہم ان تجارتی بازاروں کو ترتیب زمانی کے اعتبار سے ذکر کریں گے۔ یہ تجارتی میلے پورا سال چلتے تھے یہ بازار مقام اور موسم کے لحاظ سے لگتے تھے۔

4.1 دومۃ الجندل

یہ تجارتی میلہ ربیع الاول کی یکم تاریخ کو منعقد ہوتا تھا۔ اس تجارتی میلے کا نظم ونسق "اکیدر" نامی آدمی کے حوالے تھا جو اس تجارتی میلے کے تمام معاملات کو دیکھتا تھا۔ یہ تجارتی میلہ نصف ربیع الاول تک چلتا تھا۔ اس تجارتی میلے میں آنے والے تمام تاجروں سے ٹیکس (دسواں حصہ) اکیدر کے لئے وصول کیا جاتا تھا۔ اس تجارتی میلے میں عرب کے بڑے بڑے تاجر آتے تھے جو خرید وفرخت کرتے تھے اس تجارتی بازار کا محل وقوع ایسا تھا کہ اس کے ساتھ میٹھے پانی کا چشمہ تھا جو ارد گرد کی تمام زمینوں کو آباد کرتا تھا ان زمینوں پر پھل اور کھجور وافر مقدار موجود ہوتے تھے جس سے تاجروں کو ہر قسم کی آسانی مہیا ہو جاتی تھی۔

یہ مقام چونکہ جزیرہ عرب کے بیچ میں تھا اس وجہ سے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ہر طرف سے لوگ اس میں آکر شامل ہوتے تھے۔ ابھی یہ علاقہ موجودہ مملکت سعودیہ کے زیر اثر ہے۔ جو تجارتی قافلے شام یا عراق کی طرف جاتے تھے وہ بھی اسی موسم میں جاتے تھے اور اس بازار میں قیام کرتے تھے۔ اسی طرح جو تاجر ملک شام اور عراق سے واپس آتے تھے وہ بھی اسی راستے سے آتے تھے، اور یہ تجارتی میلہ اسلام کے ظہور تک قائم ہوتا رہا، اور اس کی ملکیت اکیدر اور کنانہ قلبی کے درمیان ہوتی تھی۔[7]

4.2 سوق ہجر

یہ علاقہ ملک بحرین کی سرزمین پر واقع ہے، یہ بحرین کا ایک قصبہ شمار ہوتا ہے اس تجارتی میلے میں بھی ہر طرف سے قبائل شریک ہوتے تھے۔ اس کا مالک "منظر بن ساوی" تھا جو اس میلے کے پورے نظم ونسق کو دیکھتا تھا۔ یہاں کھجور وافر مقدار میں ہوتی ہیں اس لیے کہاوت مشہور تھی کہ ہجر اور تمر (کھجور) لازم ملزوم ہیں۔ یہ تجارتی میلہ ربیع الآخر میں منعقد ہوتا تھا۔[8]

4.3 سوق مشقر

یہ علاقہ موجودہ بحرین کے ملک میں واقع ہے، اس میں جزیرہ عرب کے مشرقی علاقوں کے لوگ شریک ہوتے تھے اور اس کے ارد گرد موجود قبائل بھی اس تجارتی میلے میں شریک ہوتے تھے۔ اس تجارتی میلے میں فارس کے لوگ بھی سمندر پار کر کے شریک ہوتے تھے اس تجارتی میلے کا نظم ونسق اور ملکیت بنو تمیم او عبد قیس کے درمیان تھی اور بنو تمیم میں سے عبد اللہ بن زید کو بادشاہ کا درجہ دیا ہوا تھا۔ اس بازار میں بھی دومۃ الجندل کی طرح ٹیکس (دسواں حصہ) لیا جاتا تھا، اور ان کے ذمے تاجروں کے سامان کی لوٹ مار سے حفاظت کرنا تھا، یہ بازار یکم جمادی الاخریٰ سے شروع ہوتا تھا اور مہینے کے آخر تک چلتا تھا۔[9]

4.4 عمان سوق

یہ علاقہ خلیج فارس کے جنوب میں واقع ہے اور اس کی حدود یمن کے ساحل تک پھیلی ہوئی ہیں، یہ علاقہ بہت گرم ہے اور اس کی

گرمی ضرب المثل ہے۔ یہاں پر کھجور اور بہت سارے پھلوں کو اگایا جاتا تھا، ان کو بعد میں فروخت کرنے کے لیے اسی بازار میں لایا جاتا تھا اور اس تجارتی میلے میں فارس، ہند اور حبشہ کے تاجر آتے تھے۔ چونکہ یہ تجارتی میلہ ان تمام علاقوں کے درمیان میں واقع تھا اور عمان میں معدنی ذخائر بھی بہت سے پائے جاتے تھے اس لیے اس تجارتی میلے میں ایسی چیزیں بیچی جاتی تھیں جو دوسرے تجارتی بازاروں میں نہیں ہوتی تھیں۔ فارس کے بادشاہ نے اس تجارتی میلہ کا نظم ونسق چلانے کے لیے "بنی المستکبر "کو مقرر کیا تھا، اور یہ بازار جمادی الاولی کے آخر تک چلتا تھا۔[10]

4.5 سوق حباشہ

یہ تجارتی بازار شہر "بارق" کے علاقے تہامہ میں لگایا جاتا تھا۔ یہ مکے سے یمن کی طرف جاتے ہوئے چھ راتوں کی مسافت پر تھا۔ یہ بازار یمن اور حجاز کے بیچ میں لگتا تھا اس لیے یہاں مختلف قبائل کے لوگ تجارت کی غرض سے آکر شامل ہوتے تھے۔ یہ تجارتی میلہ رجب کے مہینے میں لگتا تھا۔ یہ بازار درمیانہ درجہ کا تھا اور دوسروں کے مقابلے میں اتنا بڑا نہ تھا۔[11]

4.6 سوق دباء

قدیم زمانے میں اس بازار کی بڑی شان تھی لیکن بعد میں اس بازار کی وہ پرانی حیثیت قائم نہ رہ سکی۔ یہ عمان ملک کا قصبہ تھا جس میں یہ تجارتی بازار لگتا تھا۔ مسلمانوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سن (۱۱ھ) میں اسے فتح کیا تھا یہ علاقہ مسلمانوں کی خلافت میں شامل ہو گیا تھا۔ یہ تجارتی میلہ رجب کے آخر میں لگتا تھا اس بازار میں ہند، چین اور مشرق ومغرب سے تاجر آتے تھے، ہر کوئی ادھر اپنا سامان بیچ کر دوسرا سامان لے کر دوسری جگہ چلا جاتا تھا، اور یہاں تاجر سمندر عبور کر کے اس میں شامل ہوتے تھے اور زمینی راستے سے بھی آتے تھے، اور اس بازار کا بھی ٹیکس (دسواں حصہ) جلندی بن المستکبر لیتے تھے۔ خارجی تجارت کے لیے یہ بازار بہت اہم تھا۔[12]

4.7 سوق عدن

اس تجارتی میلہ کا محل وقوع بحر ہند کے ساحل پر تھا، اس تجارتی میلے کا کنٹرول فارس والوں کے پاس تھا، کیونکہ انہوں نے حبشہ کے بادشاہ کو قتل کر کے عدن پر اپنی حکومت قائم کی تھی اور یہی لوگ اس تجارتی میلے کا ٹیکس "دسواں حصہ" لیتے تھے۔ یہ تجارتی میلہ رمضان سے شروع ہو کر 10 رمضان کو ختم ہوتا تھا، اس تجارتی میلے میں دور دراز علاقوں سے لوگ آکر شامل ہوتے تھے حتی کہ سندھ اور ہند کے لوگ بھی سمندر کے راستے سے اس میں شامل ہوتے تھے، روم اور فارس کے لوگ بھی اس میں زمینی راستے سے آکر شامل ہوتے تھے۔[13]

4.8 سوق صنعاء

یہ یمن کے ایک شہر کا نام ہے یہ شہر بہترین آب ہوا کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسے جزیرہ عرب کی جنت بھی کہا جاتا ہے یہاں وادیوں اور نہروں میں پانی وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے، اس لیے یہاں پر اناج اور پھل بہت ہی زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ گرمیوں اور سردیوں میں یہاں کا موسم معتدل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر وقت اس شہر میں لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ مذکورہ بازار میں ہر طرف سے لوگ آتے ہیں اور خرید و فروخت کرتے ہیں، اس بازار میں روئی، زعفران، کپڑا اور ریشم وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی تھی یہ تجارتی میلہ پندرہ رمضان سے شروع ہو کر آخر رمضان کو اختتام ہوتا تھا۔[14]

4.9 سوق عکاظ

عکاظ ایک وادی ہے جہاں کھجور کثرت سے ہوتی ہیں اور یہ طائف سے ایک رات کی اور مکے سے تین راتوں کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ تجارتی میلہ عرب کے تمام بازاروں سے بڑا ہوتا تھا۔ یہ صرف تجارتی بازار نہیں تھا بلکہ اس میں علم و ادب اور ہنر و فن کا بھی اظہار ہوتا تھا اور ساتھ میں شعر و شاعری کا مقابلہ بھی ہوتا تھا۔ اس تجارتی میلے میں قریش کے تمام قبائل شریک ہوتے تھے اور اطراف کے قبائل بھی آتے تھے، اس میں قریش کے علاوہ دوسرے قبائل کے لوگ بھی شریک ہوتے تھے۔

یہ تجارتی میلہ 15 ذوالقعدہ سے شروع ہو کر یکم ذوالحجہ کو اختتام پذیر ہوتا تھا۔ اس بازار میں دوسروں بازاروں کے برخلاف کوئی ٹیکس وغیرہ نہیں لیا جاتا تھا اور یہ بازار قریش کے زیر اثر ہوتا تھا اس کا انتظام قریش کے قبائل دیکھتے تھے، اس تجارتی میلے سے قریش کو بہت بڑا نفع حاصل ہوتا تھا، اور اس بازار میں شریک ہونے کے لیے خفارہ وغیرہ کا بندوبست بھی نہیں کرنا پڑتا تھا کیونکہ یہ تجارتی میلہ اشہر حرم میں لگتا تھا اس لیے اس میں ہر کوئی بلا خوف و خطر شریک ہوتا تھا۔

سوق عکاظ میں جزیرہ عرب سے ہر قسم کا سامان لایا جاتا تھا اناج بھی ہوتا تھا اور پھل فروٹ وغیرہ بھی ہوتے تھے، سونے چاندی کی بھی خرید فروخت ہوتی تھی معدنی ذخائر کی بھی بیع و شرع ہوتی تھی، اور اعلی قسم کے جواہرات بھی لائے جاتے تھے، اس بازار میں جانور بھی بیچنے کے لیے لائے جاتے تھے۔ اس طرح عکاظ کے تجارتی میلے میں بہت سے اعلانات بھی کیے جاتے تھے (یعنی) اگر کسی کا دوسرے قبیلے کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ ہوتا تو وہ سوق عکاظ میں اعلان کرنے آتا، یہاں تک کہ اگر کسی کو دوسرے فریق کے ساتھ صلح کرنی ہوتی وہ بھی اس تجارتی میلے میں کرتا، اس طرح کسی کی حوصلہ افزائی کرنی ہوتی تو وہ بھی اسی میں اعلان کیا جاتا مطلب کہ سوق عکاظ جزیرہ عرب کے لوگوں کے لیے ایسا پلیٹ فارم تھا جہاں پر کوئی اپنا اظہار خیال آزادی کے ساتھ کر سکتا تھا۔[15]

4.10 سوق ذوالمجاز

یہ تجارتی میلہ سوق عکاظ کے قریب لگتا تھا، اور وادی منی کے بھی قریب ہوتا تھا یہ بازار یکم ذوالحجہ کو شروع ہوتا تھا اور یوم الترویہ (یعنی آٹھ ذوالحجہ) کو ختم ہوتا تھا جو لوگ حج کے لیے آتے تھے وہ اس بازار میں شرکت کرکے آٹھ ذوالحجہ کو حج کے احکام شروع کر دیتے تھے، اس کے نام کی بھی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ لوگ اس کے ختم ہوتے ہی حج کے لیے چلے جاتے تھے۔

اہل مکہ کے معاش کا بنیادی ذریعہ تجارت تھا اس وجہ سے حج کے موسم میں مکے کے اطراف میں ان تجارتی بازاروں کا قیام ہوتا تھا، اور اس سے مکے والوں کو بہت بڑا نفع حاصل ہوتا تھا اشہر حرم کی وجہ سے لوگ اس میں بلاخوف وخطر شریک ہوتے تھے۔[16] اس طرح مکے والوں کی تجارت کا نظام چلتا تھا اور قریش کے تجارتی قافلوں میں کسی ایک بندے یا ایک قبیلے کا مال نہیں ہوتا تھا بلکہ قریش کے تمام قبائل کا مال ہوتا تھا، حتی کہ قریش کی عورتیں بھی اس میں اپنا مال شریک کرتی تھیں۔ جنگ بدر کا معرکہ پیش آیا وہ بھی اسی وجہ سے پیش آیا کہ اس تجارتی قافلے میں تمام مکے والوں کا مال تھا اس کی سربراہی ابوسفیان کر رہے تھے۔ اس قافلے میں ایک ہزار اونٹ تھے، اور قافلے کا تجارتی نفع 50 ہزار دینار تھا۔[17]

قریش کے تجارتی قافلے سال میں دو سفر کرتے تھے گرمیوں میں شام کی طرف اور سردیوں میں یمن کی طرف جاتے تھے، یہ تجارتی قافلے مکے کی مقامی چیزیں فروخت کرکے آتے تھے اور وہاں سے دوسری چیزیں خرید کر مکہ لاتے اسی وجہ سے مکہ حجاز کے اندر تجارتی مرکز بن گیا تھا۔ قریش کے تجارتی قافلے شام اور یمن کے علاوہ دوسرے ملکوں کی طرف بھی جاتے تھے حتی کہ افریقہ تک جاتے تھے۔[18]

مکے کے تاجر کھالوں کا کاروبار زیادہ کرتے تھے۔ کھالیں (چمڑا) یمن اور طائف سے لے کر شام اور عراق کی طرف لے جاتے تھے وہاں بیچ کر آتے تھے اس وقت یمن کا شمار گائے کی کھالوں کی بڑی مارکیٹ کے طور پر ہوتا تھا۔ یمن کے لوگ مکے کی طرف اور دوسری شہروں کی طرف کھالیں بیچنے کے لیے جاتے تھے۔ یمن کے عطر (خوشبوئیں) بھی بڑی مشہور تھیں، عبداللہ بن ربیعہ یمن کی عطر (خوشبوئیں) خرید کر مکے کی طرف اپنی ماں اور ابو جہل کی ماں کو بھیج دیتا تھا، یہ دونوں ان کو بوتلوں میں ڈال کر اچھی طرح پیکنگ کرکے قریب کے شہر اور گاؤں میں بیچ کر آتی تھیں، کہیں پر نقد کہیں ادھار پر دے کر آتیں تھیں، اور مکہ بھی خوشبوؤں کی وجہ سے مشہور تھا چونکہ مکے کے لوگ یمن اور دوسرے شہروں سے عطر (خوشبوئیں) برآمد کرتے تھے، اسی طرح قریش کے لوگ جزیرہ عرب کے اندر اور باہر بھی تجارت کرتے تھے، اس سے ان کا بڑا نفع حاصل ہوتا تھا۔[19]

5. اہل مکہ کی بحری تجارت

قریش کے لوگ تاجر تھے اس لیے وہ تجارت میں زیادہ نفع کمانے کے لیے نئے ذرائع تلاش کرتے رہتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلے شام، عراق اور حبشہ کی طرف جاتے تھے، ان ممالک میں جانے کے لیے قریش کے لوگ زمینی راستہ اختیار کرتے اور سمندری راستہ

بھی اختیار کرتے تھے، چونکہ زمینی راستے میں خوف و خطر ہر دم رہتا تھا اگرچہ قریش نے ان خطرات کو ختم کرنے کے لیے بہت سے اقدامات کیے تھے جیسے مضر قبیلوں سے معاہدہ وغیرہ، اس کے ساتھ قریش کے تاجر سمندر کے راستے سے بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ قریش کے لوگ سمندر کے راستے سے حبشہ اور صومالیہ تک جاتے تھے، چونکہ مکے کے قریب بحر احمر پر ایک بندر گاہ تھی اس کو "شعبہ" کہتے تھے اکثر قریش کے تاجر اسی بندر گاہ کو استعمال کرتے تھے اور ساتھ میں اور بندر گاہ بھی سمندری تجارت کے لیے استعمال کرتے تھے۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ قریش کے پاس تجارتی سامان سمندر کے راستے سے لے جانے کے لیے اپنی کشتیاں یا بحری جہاز نہیں تھے، ان کے پاس جو کشتیاں تھیں وہ چھوٹی تھیں، اور اتنی مضبوط نہیں تھیں جو اس میں تجارتی سامان لے جا سکیں اس لیے قریش کے تاجر بحر احمر میں چلنے والے بحری جہازوں کو کرایہ پر لیتے تھے، جو ان کا تجارتی سامان بحر احمر کے راستے سے مصر، حبشہ، صومالیہ اور افریقہ تک لے جاتے تھے۔[20]

5.1 اہل مکہ کے درآمدات اور برآمدات

تجارت میں زیادہ نفع حاصل کرنے کے لیے کچھ چیزیں برآمد کی جاتی ہیں جہاں ان کی مانگ زیادہ ہوتی ہے وہاں نفع زیادہ ہوتا ہے اسی طرح کچھ چیزیں درآمد کی جاتی ہیں جن کی اپنے شہر یا ملک میں ضرورت ہوتی ہے اس سے زیادہ نفع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ تجارت کا اصول ہے اور تاجر لوگ اسی اصول پر کام کرتے ہیں۔ اہل مکہ بھی تاجر لوگ تھے جس چیز کی اپنے شہر میں زیادہ طلب ہوتی وہ باہر سے مکہ میں لاتے تھے تاکہ اپنے لوگوں کی ضروریات بھی پوری ہو جائیں اور انہیں نفع بھی حاصل ہو جائے یا کچھ اشیاء باہر سے لا کر ان کو اپنے ہاتھ سے دوبارہ بناتے تھے۔ آج کی اصطلاح میں (ری پیکنگ) کرتے پھر اسے بیچنے کے لیے باہر لے جاتے تھے۔

مکہ کے تاجر جو چیزیں درآمد کرتے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

> شام کے تاجر مکہ میں گندم، تیل، شراب اور شام کی مصنوعات لایا کرتے تھے اور جنوب عرب کے تاجر ہندوستان کی پیداوار سونا، قیمتی پتھر، ہاتھی کے دانت، صندل کی لکڑی، مصالحے، ریشم، سوتی اور کتان کے کپڑے، زعفران، چاندی اور تانبے کے برتن لے جاتے تھے۔ مکہ کے تاجر افریقہ اور یمن کی مصنوعات مکہ لے آتے تھے جیسے: عطر، مصالحے، آبنوس کی لکڑی، شتر مرغ کے پر، لوبان، مرر، قیمتی پتھر، چمڑا اور بحرین کی مصنوعات جیسے زیورات اور یاقوت وغیرہ لے کر مکے آتے تھے یا ان کو بیچنے کے لیے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔[21]

اہل مکہ کھجور، انگور، عطر اور سونا چاندی وغیرہ برآمد کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مکے والوں کے تجارتی قافلے جو چیزیں برآمد کے لیے لے جاتے تھے وہ یہ ہیں:

یہ قافلے عطر، بخور، مصالحے، خوشبوئیں، لکڑیاں، ہاتھی کے دانت، آبنوس، موتیوں کی مالا، چمڑا، سونا چاندی، ریشمی کپڑے، ہتھیار وغیرہ جو چیزیں مکے میں پائی جاتی تھیں ان کو تجارت کے غرض سے دوسرے ملکوں میں لے جاتے تھے، یا باہر درآمد کر کے ان کو دوبارہ (ریپیکنگ) کر کے اچھے انداز میں تیار کر کے برآمد کرنے کے لیے باہر لے جاتے تھے، اور ملک شام سے گندم، اناج، زیتون، کشمش اور شام کی مصنوعات مکہ لایا کرتے تھے۔[22]

6. صنعت وحرفت

جس طرح ہر خطے میں کچھ لوگ زراعت سے وابستہ ہوتے ہیں، کچھ لوگ تجارت کرتے ہیں، بعض لوگ گلہ بانی وغیرہ کرتے ہیں اسی طرح کچھ اشخاص حرفت و دستکاری کے ساتھ شغف رکھتے ہیں۔ باقی ماندہ لوگ مزدوری اور اجیری کا کام کرتے ہیں چونکہ بنیادی طور پر معاش کے لیے یہی چار ذرائع ہیں۔ مکے کے اندر ہتھیاروں کی تیاری بہت ہوتی تھی چونکہ دور جاہلی میں قبائل کے لوگوں کی لڑائیاں آپس میں بہت ہوتی تھیں، اسی وجہ سے ہتھیاروں کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی تھی حالانکہ خود مکے کے لوگ لڑائی اور جھگڑے سے اجتناب کیا کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے اگر ہم نے جنگ وجدال شروع کی تو ہماری تجارت کی رونق ماند پڑ جائے گی اور مکے کو جو تجارت میں مرکزی حیثیت ملی ہوئی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

ہتھیاروں کی تیاری میں نیزے، چاقو، تلواریں اور ڈھال وغیرہ شامل ہوتی تھیں، اس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیروں کو تیز کیا کرتے تھے، ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام لوہار تھے یعنی لوہے کا کام کرتے تھے، اور خباب بن ارت تلواریں تیار کرتے تھے، اور ولید بن مغیرہ بھی لوہے کا کام کیا کرتے تھے۔ اسی طرح مکہ میں کپڑے کی صنعت بھی عروج پر تھی، اس میں بھی بہت سے لوگ کام کرتے تھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے والد درزی کا کام کرتے تھے، انہوں نے اس پیشہ کو اپنایا ہوا تھا، مکہ کے ہر گھر میں کپڑے کا کام ہوتا تھا یہاں تک کہ مکے کی عورتیں بھی اپنے کپڑے وغیرہ خود بناتی تھیں اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن کعبے کی چابیاں حوالے کی تھیں وہ بھی درزی کا کام کیا کرتے تھے اور قیس بن مخرمہ بھی درزی کا کام کرتے تھے۔[23]

مکے کے ارد گرد بہت سے بدوی قبائل آباد تھے جن کے پاس جانوروں کے بڑے بڑے ریوڑ ہوتے تھے، یہ لوگ ضرورت کے وقت جانور بیچتے تھے، اہل مکہ جانوروں کو خرید کر ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کرتے تھے، اسی طرح ان جانوروں کے گوشت کی پوری مارکیٹ تھی جس میں یہ کام ہوتا تھا، اس لیے بہت سے لوگ قصاب کا کام کرتے تھے، جن میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گوشت کا کام کرتے تھے، اور ساتھ میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اسی پیشے سے منسلک تھے۔[24]

اسی طرح مکے میں لکڑی کا بڑا کاروبار ہوتا تھا۔ لوگ باہر سے لکڑی منگوا کر اس سے لکڑی کی اشیا بناتے تھے۔ اس کی بہت مانگ ہوتی

تھی یہ کام کرنے والے بڑھئی ہوتے تھے اس پیشے سے عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے، اور ولید بن مغیرہ، عاص بن ہشام بھی یہ کام کرتے تھے اور ساتھ میں لکڑی کا کاروبار بھی کرتے تھے۔[25]

اس طرح مکہ میں پھل فروشی کا کاروبار بھی ہوتا تھا، لوگ طائف اور مدینہ سے پھل منگوا کر مکے میں بیچتے تھے یہ کام خصوصاً امیہ بن خلف جو سرداران قریش میں سے تھے یہ ان کا پیشہ تھا اور ابوسفیان بن حرب تیل اور کھالوں کا کاروبار کرتا تھا، اس طرح پہلے بھی گزر چکا ہے کہ مکے کے بدوی لوگوں کے جانوروں کے ریوڑ ہوتے تھے تو ان کے جانوروں میں جب بیماری پڑتی تو اس کا علاج عاص بن وائل کرتے تھے، یہ خاص گھوڑوں اور اونٹوں کا علاج کرتے تھے جو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔[26] اس کے علاوہ مکے کی صنعتوں میں برتنوں کی تیاری کی صنعت بھی تھی جس میں دیگیں، پیالے، پلیٹیں، جگ وغیرہ بنائے جاتے تھے، اس میں اہل پیشہ کام کرتے تھے جو اس کے ماہر تھے۔ اور مکے کے لوگ بستر تکیہ اور چادریں وغیرہ بھی بنانا جانتے تھے یہ چیزیں بنا کر اس کو دوسرے علاقوں میں برآمد کرتے تھے۔[27]

6.1 زرگری سنار کا پیشہ

زمانہ جاہلیت میں مکے کے لوگ سونا اور چاندی استعمال کرتے تھے، اور مکے کی عورتیں سونے اور چاندی کے زیورات پہنتی تھیں اس لیے سنار کا پیشہ بھی بہت اہم ہوتا تھا، جو لوگوں کے لیے سونے اور چاندی سے زیورات تیار کر کے لوگوں کو بیچتے تھے، جس سے ان سناروں کو اچھا خاصہ مال مل جاتا تھا، تاجر لوگ سونے اور چاندی کے زیورات تجارت کے لیے دوسرے ملکوں میں بھی لے جاتے تھے جہاں ان کی ضرورت ہوتی تھی عموماً ان کی ضرورت شام اور یمن میں زیادہ ہوتی تھی۔

6.2 مکے کے بڑے تاجر

قریش کے لوگ حضری تھے، یہ اپنے قبیلے کے ساتھ مل کر شہر میں رہتے تھے ان کا ذریعہ معاش تجارت تھا، قریش کے اکثر قبائل کے سردار بھی تاجر تھے ان میں سے بڑے بڑے تاجر یہ ہیں:

6.2.1 حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں ابوسفیان کا شمار مکے کے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا، قریش کے اکثر تجارتی قافلے ابوسفیان کی سربراہی میں سفر تجارت پر جاتے تھے۔ ابوسفیان تجارت کے لیے جب عراق جاتے تو شام اور یمن کی مصنوعات عراق لے جاتے تھے، اور عراق سے وہاں کی اشیاء یمن اور حجاز میں بیچتے تھے۔ ابوسفیان کبھی کبھار تو خود قافلے کی نگرانی کرتے تھے بعض اوقات اپنا سامان کسی دوسرے آدمی کے حوالے کر کے تجارت کے لیے بھیج دیتے تھے، ابوسفیان کے تجارتی سامان میں کھالیں، چمڑے، تیل اور زیتون ہوتے تھے، ابوسفیان تجارتی روابط بڑھانے کے لیے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو بھی اپنی تجارتی سامان سے تحفے

تحائف پیش کرتے تھے، جس سے ابوسفیان کے بادشاہوں کے بڑے اچھے مراسم پیدا ہو گئے تھے۔[28]

6.2.2 مسافر بن ابی عمرو بن امیہ

سرداران قریش میں سے تھے ان کا شمار بھی مکے کے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا خوبصورت جوان تھا ان کی تجارت اکثر عراق میں ہوتی تھی انہوں نے اپنی تجارت میں بڑا نفع حاصل کیا تھا اور جب یہ تجارت کی غرض سے راگ گئے تو وہیں فوت ہو گئے۔

6.2.3 عاص بن وائل بن ہاشم

یہ بھی قریش کے سرداروں میں سے تھے، اللہ تعالی نے بڑی مال و دولت سے نوازا تھا، ان کا شمار بھی مکے کے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا، ان کی تجارت مکے سے باہر ہوتی تھی وہاں سے ان کو بہت بڑا نفع حاصل ہوتا تھا تجارتی سفر کی غرض سے گئے تھے وہیں پر مقام ابوا میں فوت ہو گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ ان کے بیٹے تھے جس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔[29]

6.2.4 عبداللہ بن جدعان

ان کا شمار بھی مکے کے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا، ان کی تجارت پورے عرب میں پھیلی ہوئی تھی، خصوصا "حیرہ" شہر میں ان کی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی ان کو اللہ تعالی نے مال و دولت کی نعمت سے نوازا تھا۔ عبداللہ بن جدعان کھانے پینے کے لیے سونے چاندی کے برتن استعمال کرتے تھے، ان کے لیے مشہور ہے کہ انہوں نے مکہ والوں کو فالودہ تیار کرنا سکھایا تھا اور یہ انہوں نے عراق سے سیکھا تھا اور ان کے ساتھ خاص "حیرہ" کا باورچی ہوتا تھا جو ان کے لیے حیرہ اور فارس والے کھانے تیار کرتا تھا۔[30]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکے کے بڑے تاجر تھے، زمانۂ جاہلیت میں آپ رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے، اور باقاعدہ آپ کے پاس کپڑا تیار کرنے کی لیے بڑی فیکٹری تھی، جس میں بڑے لوگ کام کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا شمار بھی زمانۂ جاہلیت میں مکے کے صف اول کے تاجروں میں ہوتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ پاک نے مال و دولت کی نعمت عطا کی تھی، اور آپ بھی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے. حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا شمار بھی زمانۂ جاہلیت میں مکہ کے بہت ہی بلند و اعلیٰ مرتبہ کے تاجروں میں ہوتا تھا آپ رضی اللہ عنہ بھی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے، اور آپ کی تجارت میں شریک امیہ بن خلف تھا۔[31]

6.2.5 ابولہب

ابولہب جس کا نام عبدالعزیٰ تھا یہ رسول اللہ محمد ﷺ کا چچا تھا، مال و دولت بے انتہا تھا اور قریش کے سرداروں میں سے تھا. مال و

دولت اور سرداری کی وجہ سے رسول کریم محمد ﷺ کی مخالفت کیا کرتا تھا اس کے بارے میں سورۃ لھب کا نزول ہوا۔

6.2.6 عباس بن عبد المطلب

قریش کے مالدار لوگوں میں شمار ہوتا تھا، بہت ہی زیادہ مال و دولت تھی، اپنا مال تجارت میں بھی استعمال کرتے تھے اور لوگوں کو سود پر بھی مال دیتے تھے، زمانہ جاہلیت میں اکثر لوگوں کو سود عباس بن عبد المطلب دیتے تھے۔[32]

7. طائف

طائف شہر مکہ سے جنوب کی طرف 75 میلوں کی مسافت پر واقع ہے یہ بہت ہی زرخیز علاقہ ہے، اس کی آب ہوا بہت ہی اچھی ہے خصوصاً گرمیوں میں اہل مکہ طائف کی طرف آتے تھے، اور سطح سمندر سے 5 ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے اس وجہ سے سردیوں میں پورے حجاز میں صرف طائف کے مقام پر پانی جم جاتا ہے. زرخیزی کی وجہ سے غلہ، اناج اور پھل یہاں پر وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں، اصل میں اہل طائف کسان تھے، کاشتکاری کے ساتھ بہت لگاؤ تھا اور اس میں ان کو تجربہ بھی حاصل تھا۔

7.1 نام کی وجہ تسمیہ

بعض روایات کے مطابق طائف کا قدیم نام "وج" تھا اور طائف نام کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ طائف کے اردگرد بڑی دیوار تھی جس کی وجہ سے اسے طائف کہا جاتا تھا، اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ اصل میں طائف کی زمین یمن کا زرخیز علاقہ تھا، یا جنت کا کوئی ٹکڑا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ والوں کے لیے دعا کی یا اللہ انہیں اچھا رزق عطا فرما تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالی کے حکم سے جنت سے زمین کا ٹکڑا لے آئے اور اسے کعبے کا طواف کروا کر اسی جگہ پر رکھ دیا جہاں پر اب واقع ہے اس وجہ سے بھی اسے طائف کہتے ہیں[33] چونکہ طائف میں وادیوں کی کثرت تھی اس لیے لوگ ان وادیوں کے اطراف میں رہتے تھے طائف کے مشرق میں ایک وادی تھی اس کا نام "لیہ" تھا اس وادی کی بلندی والی جگہ پر "بنو ثقیف" رہتے تھے اور نچلے حصے میں "نصر بن معاویہ، بنو ہوازن" رہتے تھے۔

7.2 طائف کی آبادی

کسی زمانے میں قوم عمالقہ یہاں پر آباد تھی، اس کے بعد مضر قبیلہ آکر وہاں پر آباد ہوا، بہت ہی عرصہ بعد مضر قبیلہ کمزور ہوا، ان پر "بنو عامر بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر ھوازن" غالب آئے۔ شہر طائف میں بنو عامر کی کثیر آبادی تھی، بنو عامر کے لوگ گرمیاں طائف میں گزارتے تھے اور سردیوں میں نجد کے علاقے میں چلے جاتے تھے جو ان کا وطن اصلی تھا، بہت عرصہ تک بنو عامر طائف پر قابض رہے۔

طائف کے ارد گرد میں قبیلہ ثقیف کے لوگ آباد تھے، بنیادی طور پر یہ لوگ کاشتکاری کرتے تھے۔ بنو ثقیف طائف میں آباد ہونے سے پہلے منتشر ہوتے تھے، طلب معاش کی فکر میں مختلف جگہوں پر رہتے تھے، جب یہ لوگ طائف میں آئے تو انہوں نے یہ دیکھا کہ طائف کی زمین زرخیز ہے یہاں پر اناج اور پھل وغیرہ ہوتے ہیں، اس وقت یہ ساری زمین بنو عامر کے قبضے میں تھیں، اور بنو عامر ان زمینوں میں کاشتکاری نہیں کرتے تھے بلکہ جانوروں کے لیے چراگاہ کے طور پر استعمال کرتے تھے۔
بنو ثقیف کے لوگوں نے بنو عامر سے معاہدہ کیا کہ ہم زمین کو کاشت کے لائق بنائیں گے اس کے بعد جب فصل وغیرہ تیار ہو جائے گی تو ہم آدھا آپ کو دیں گے اور نصف ہمارے لیے ہوگا، اسی طرح نظام چلتا رہا اور بنو ثقیف کی آبادی بڑھتی چلی گئی اور ان کو مال و دولت کی فراوانی بھی حاصل ہوگئی، جب کوئی قبیلہ بنو ثقیف پر حملہ آور ہوتا تو بنو عامر ان کی حفاظت کرتے۔ جب بنو ثقیف کی آبادی بڑھ گئی تو طائف کے باہر اپنی حفاظت کے لیے ایک قلعہ تعمیر کروایا اور اس میں بطور حفاظت رہتے تھے، اب انہوں نے بنو عامر کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ بھی ختم کر دیا، اور بنو عامر کو آدھی کمائی دینا بھی بند کر دی، جس وجہ سے بنو عامر نے بنو ثقیف سے لڑائی شروع کر دی، لیکن لڑائی میں بنو ثقیف بنو عامر پر غالب آئے، اور یہ تنہا طائف کے مالک بن گئے، بنو عامر "تہامہ" کی طرف چلے گئے۔
بنو ثقیف کا رہن سہن اور ثقافت اہل یمن کی طرح ہوتی تھی، اور زندگی کے تمام اطوار اور طور طریقے بھی اہل یمن کے مماثل تھے، چونکہ بنو ثقیف تمام اہل حجاز کے مقابلے میں یمن کے قریب تھے، اس لیے ان کی ثقافت وغیرہ اختیار کرتے تھے۔ اس کے علاوہ طائف میں "حمیر" قبیلے کے لوگ بھی رہتے تھے، ساتھ میں کچھ قبائل قریش بھی یہاں پر مقیم تھے یہ قبیلے کنانہ اور عزوہ کے لوگ تھے۔ اور قبیلہ ہوازن کے کچھ لوگ یہاں پر آباد تھے، اور اوس و خزرج کے لوگ بھی یہاں رہائش پذیر تھے، اور ہذیل قبیلہ بھی یہاں پر مقیم تھے۔ اس کے علاوہ "عبد ضخم" کے لوگ بھی طائف میں رہتے تھے، اور طائف میں قوم یہود بھی رہتی تھی جو یمن اور یثرب سے نکالے گئے تھے، یہ لوگ طائف میں آکر آباد ہوئے اور طائف کے سرداروں کو جزیہ دیتے تھے۔[34]

7.3 معاشی ذرائع

اہل طائف کے بنیادی طور پر معاشی ذرائع تین قسم کے تھے: زراعت، تجارت، صنعت و حرفت۔

7.3.1 زراعت

زمین کی زرخیزی اور معتدل موسم کی وجہ سے یہاں پر بہت سارے پھل اور اناج وغیرہ کی پیداوار ہوتی تھی، اور طائف میں میٹھے پانی کے بہت نہریں تھیں، جس سے زمین میں کاشتکاری ہوتی تھی۔ طائف میں گیہوں کی کاشت بہت وافر مقدار میں ہوتی تھی، سارے حجاز میں یہاں سے گیہوں برآمد کی جاتی تھی، خصوصاً اہل مکہ تو یہاں سے پھلوں اور میووں کو باہر لے کر جاتے تھے، چونکہ بنو سقیف بڑے عرصۂ دراز سے طائف میں مقیم تھے، اور ان کو زراعت اور کاشتکاری میں مہارت حاصل تھی، انہوں نے طائف کے

ارد گرد بڑے بڑے باغات بنائے ہوئے تھے، اس میں ہر قسم کے پھل اور میوے ہوتے تھے۔

اہل طائف کے ہاں انگور کی پیداوار بھی بہت زیادہ ہوتی تھی، اس کے علاوہ بہت سے پھل طائف میں کاشت کیے جاتے تھے، اس میں کھجور بھی تھے، انار، تین اور مزید بھی کچھ پھل ہوتے تھے۔ اہل مکہ سارے پھل یہاں سے درآمد کیا کرتے تھے، اور اہل طائف کی کھجور اور انگور پورے حجاز میں مشہور تھیں، حجاز اور دوسرے علاقوں کے لوگ بھی طائف کے کھجور اور انگوروں کو بہت چاہتے تھے، ساتھ میں طائف کی کشمش کی بھی بڑی مانگ تھی۔ یہ ساری چیزیں اہل طائف خود بھی استعمال کرتے تھے، اور باہر بھی بیچتے تھے، جس سے ان کو بہت بڑا نفع حاصل ہوتا تھا۔[35]

7.3.2 تجارت

قریش مکہ تاجر لوگ تھے تجارت کیا کرتے تھے، قریش مکہ نے اس طرح کیا تھا کہ بہت سی زمینیں اور جائیدادیں طائف کے ارد گرد خرید کر رکھی تھیں، اور موسم گرما طائف میں گزارتے تھے۔ مکہ والے تجارت کی غرض سے طائف والوں سے بہت سی چیزیں خرید کر اور اپنی چیزیں بھی تجارت کے لیے لے جاتے تھے، جب طائف والوں نے دیکھا کہ اہل مکہ تجارت سے بہت سارا نفع کمارہے ہیں تو طائف والے بھی قریش مکہ کے ساتھ تجارت کے غرض سے دور دراز علاقوں میں جاتے تھے۔

اہل طائف پھل، گندم، اناج، شہد وغیرہ کی تجارت کیا کرتے تھے، خصوصاً اہل طائف چمڑوں کی دباغت کا بھی کام کرتے تھے، اس لیے ان کے ہاں کھالوں کی بڑی صنعت تھی، جس کی پوری حجاز میں بڑی ضرورت تھی ان کھالوں کو تجارت کے غرض سے کبھی خود لے جاتے تھے، اور کبھی کبھار قریش مکہ کو اپنا سامان تجارت کے لیے دیتے تھے۔

بنو ثقیف کا سردار غیلان بن سلمہ ثقفی جب ابوسفیان بن حرب کے ساتھ تجارت کی غرض سے عراق گیا تو ان کی ملاقات کسریٰ شاہ ایران سے ہوئی، ملاقات میں گفتگو کے دوران کسریٰ نے غیلان سے پوچھا تمہاری غذا کیا ہے؟ تو جواب میں غیلان نے کہا کہ ہم گیہوں کی روٹی کھاتے ہیں تو کسریٰ نے کہا اس لیے تم اتنی عقل کی باتیں کر رہے ہو عقل گیہوں کھانے سے آتی ہے، بہر حال یہ لوگ تجارت کے لیے دوسرے علاقوں میں بھی جاتے تھے اور اپنی چیزوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔[36]

7.3.3 صنعت وحرفت

اہل طائف دوسرے اہل حجاز کے خلاف حرفت کی طرف بھی میلان رکھتے تھے، حجاز کے دوسرے علاقوں کے لوگ حرفت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ حرفت وکاریگری سے منسلک لوگوں کو تعظیم کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ طائف کے لوگ مختلف پیشوں میں مہارت رکھتے تھے، طائف میں کچھ لوگوں نے شکار کرنے کو اپنایا ہوا تھا، یہ لوگ طائف سے متصل جبل عزوان کے ساتھ جو جنگلات تھے اس میں شکار کرتے تھے، انہوں نے شکاری کتے بھی پال رکھے تھے، جس کے ذریعے ان جنگلات میں شکار کرتے تھے یہ ایسی

جگہ تھی جہاں مکے کے لوگ بھی شکار کرنے یہاں پر آتے تھے۔اس کے علاوہ طائف کے لوگ شہد کی مکھیوں کو پالنے کا ہنر بھی جانتے تھے اور عرب کے لوگ شہد کو بہت استعمال کرتے تھے، پورے عرب میں اہل طائف کی شہد مشہور تھی جس کو لوگ استعمال کیا کرتے تھے طائف والوں کے پاس شہد کا اچھا کاروبار تھا جس سے ان کو بہت نفع حاصل ہوتا تھا۔[37]

طائف کے لوگ بڑھئی کا کام بھی جانتے تھے اس میں ان کو اچھی مہارت حاصل تھی۔ یہ لوگ زیادہ تر حرفت کا کام اپنے غلاموں سے لیتے تھے، طائف کے ارد گرد جنگلات تھے جس سے ان کو اچھی خاصی لکڑی حاصل ہو جاتی تھی، جس سے یہ لوگ لکڑی کی چیزیں بنا کر دوسرے شہروں میں بیچتے تھے۔ طائف کے لوگ لوہار بھی تھے یعنی لوہے کا کام بھی کرتے تھے، لوہے کی اشیاء بناتے تھے، اور زراعت کے اوزار بھی لوہے سے بناتے تھے اور بھی بہت سی چیزیں لوہے سے تیار کرتے تھے لوہے کی اشیاء کی بہت بڑی صنعت طائف میں موجود تھی۔

اس کے علاوہ طائف کے لوگ چمڑوں اور کھالوں کے رنگنے کا کام کرتے تھے ان کا یہ کام پورے عرب میں مشہور تھا، طائف میں چمڑوں کی دباغت کا کام اتنا زیادہ ہوتا تھا کہ طائف کا نام بھی "بلد الدباغ" کے طور پر مشہور ہو گیا تھا، طائف میں چمڑوں کی دباغت کی بہت بڑی صنعت تھی، حتیٰ کہ شہر کی فضا بھی مکدر ہو گئی تھی، اس میں بھی چمڑوں کو رنگین کرنے کی بو آنے لگتی تھی۔ طائف کے لوگ یہ چمڑے اور کھالیں پورے عرب میں بر آمد کرتے تھے، اور دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کو بھی بطور تحفہ دیا کرتے تھے، اس طرح اس حرفت سے اہل طائف کو بہت مال و دولت حاصل ہوتا تھا۔[38] آلات حرب بھی طائف کے مشہور تھے اس کی صنعت و حرفت بھی طائف میں موجود تھی، اور اہل طائف میں معالج بھی تھے جو لوگوں کا علاج کیا کرتے تھے، حارث بن کلدہ طبیب جو لوگوں کی بیماریوں کا علاج کرتے تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے تھے اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی زمانہ جاہلیت میں طبیب ہوتے تھے۔[39]

قریش کے مالداروں کی طرح طائف کے مالدار لوگ بھی سودی کاروبار کرتے تھے، لوگوں کو سود پر قرضے دیتے تھے جب یہ غریب لوگ قرضہ ادا نہیں کرتے تھے تو ان کے اوپر یہ سود بڑھاتے چلے جاتے تھے، جس سے یہ قرض دار لوگ ان کے غلام ہوتے چلے جاتے تھے، اور جب یہ طائف کے لوگ اسلام لانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے جو شرائط انہوں نے پیش کیے تھی ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہمیں سود کھانے کی اجازت دی جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ ایسا دین اسلام میں نہیں ہو سکتا۔[40]

8. یثرب

مکے سے شمال کی طرف پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر یہ شہر قائم ہے، چاروں طرف کھلی ہوئی زمین پر یہ شہر واقع ہے، مشرق اور مغرب میں دو "حرہ" ہیں۔ "حرہ" کہتے ہیں جلے ہوئے سیاہ پتھر کو جس کو آتشی سیال مادہ نے ایک دوسرے کے ساتھ بے ترتیبی طور

پر ملایاہو، ان میں وافر پانی، درخت اور پانی کے تالاب ہوں۔ شہر کے شمال میں جبل احد ہے جو قریب ترین جبل ہے ایک حرہ مغرب کی جانب تھا، جس کو "حرۃ الوبرہ" کہتے ہیں دوسرا حرہ مشرق کی جانب تھا جس کو "حرہ واقم" کہتے ہیں، اور دونوں حروں کے ساتھ وادیاں ہیں جو سرسبز و شاداب ہیں، شہر کے جنوب مغرب میں جبل عیر واقع ہے، حرہ واقم جو مشرق میں ہے یہ "حرہ وبرہ" سے زیادہ سرسبز و آباد تھا، اور اس کے ساتھ بہت سے قبائل رہائش پذیر تھے اس میں یہودی قبائل بھی تھے، بنو نضیر اور بنو قریظہ اس حرہ میں رہتے تھے، یہودیوں کے علاوہ قبیلہ اَوس کے قبائل بھی اس حرہ کے ساتھ رہتے تھے، جیسے بنو عبد الأشھل، بنو ظفر، بنو حارثہ، بنو معاویہ وغیرہ۔ شہر مدینہ اور حرہ "وبرہ" کے درمیان وادی عقیق ہے، یہ ایک ایسی وادی تھی جس میں چشمے تھے، تالاب تھے، اور کنویں تھے اس وادی میں باغات بھی تھے۔

شہر کے جنوب میں قبا کی بستی ہے جو دو میلوں کی مسافت پر واقع ہے قباء کی بستی اور مدینے کے درمیان میں دو وادیاں تھیں وادی" بطحان" اور وادی "دانوناء" اور ان دونوں وادیوں کے درمیان میں وادی "قناہ" تھی، جو جبل احد کے جنوب کی طرف ہے۔[41]شہر کے شمال مغرب "بئر رومہ" ہے، جو پہلے ایک یہودی کی ملکیت تھا، بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

بہر حال مدینے کے ارد گرد میں بہت سے وادیاں تھیں جو بہت ہی سرسبز و شاداب، ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں: وادی بطحان جو شہر کے مغرب کے واقع ہے وادی "رانون" جو جبل عیر سے شروع ہوئی تھی اور قبا سے گزر کر وادیٔ بطحان کے ساتھ مل جاتی تھی، وادیٔ قناۃ یہ شمال مشرق میں واقع ہے، وادیٔ مہروزوم جنوب مشرق میں واقع ہے۔[42]

8.1 یثرب (مدینے) کی آبادی

ہجرت سے پہلے یثرب کی آبادی دو قبائل پر مشتمل تھی،

- یہودی قبائل
- عرب قبائل

ان دونوں قبائل کی رہائش دو قسم کے مکانات میں ہوتی تھی، چونکہ مدینہ زرخیز علاقہ تھا یہاں پر فصل کاشت بھی کی جاتی تھی، کچھ لوگ زرعی آبادی کے ساتھ گھر تعمیر کر کے اس میں رہتے تھے، اس کے علاوہ بعض لوگ "آطام" میں رہتے تھے۔ عموماً اہل ثروت اور یہودی قبائل ان آطاموں میں رہتے تھے، اور قبائل کے سردار بھی آطام وغیرہ میں رہتے تھے، ان آطام کو یثرب میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔

آطام کی بناوٹ اس طرح ہوتی تھی کہ اس کے چاروں طرف بڑی دیوار ہوتی تھی ایک مرکزی دروازہ ہوتا تھا اور ساتھ میں چھوٹے

چھوٹے دروازے بھی ہوتے تھا، جب کسی جنگ یا لڑائی کا خطرہ ہوتا تھا تو یہ لوگ ان آطام میں اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتے تھے، اور جب قبیلے کے لوگ جنگ و لڑائی کے لیے چلے جاتے تو باقی ماندہ بوڑھے عورتیں اور بچوں کو ان آطام میں بند کر کے لڑائی کے لیے چلے جاتے تھے، اس کے علاوہ ان قلعہ نما جگہوں کو بطور اسٹور بھی استعمال کرتے تھے، اناج غلہ وغیرہ بھی اس میں رکھتے تھے اور ان آطاموں میں اسلحہ بھی جمع کرتے تھے، اور ہر آطام میں ایک کنواں بھی ہوتا تھا اس سے اس میں رہنے والوں کے لیے پانی کا بندوبست ہوجاتا تھا یہودیوں کے آطام میں مدارس بھی ہوتے تھے اور مجلس مشاورت بھی ہوتی تھی مطلب کہ پورا شہر کچھ بستیوں پر مشتمل تھا جو مختلف قبائل کی بستیاں تھیں۔[43]

اکثر یہودی قبائل اہل ثروت تھے اس لیے یہودنے مدینے میں آکر بڑے بڑے قلعے اور بڑے بڑے کوٹ تعمیر کیے تھے جن میں یہ لوگ حالت خوف میں پناہ گزین ہوتے تھے، چونکہ ان کو مال و دولت کی وجہ سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔[44]

یہودیوں کے علاوہ یثرب (مدینہ) میں عرب قبائل بھی آباد تھے، عرب قبائل میں سب سے بڑے قبائل اَوس اور خزرج تھے۔

8.2 مدینہ کی آبادی کے معاشی ذرائع

اہل مدینہ کے معاش کے مختلف ذرائع تھے لیکن سب سے مقدم زراعت تھا، چونکہ مدینے کی زمین زرخیز تھی اور زراعت کے لیے موزوں تھی، پانی بھی وافر مقدار میں موجود تھا مختلف اطراف سے وادیاں تھیں، جن میں سال بھر پانی موجود ہوتا تھا یہ تمام چیزیں زراعت اور کاشتکاری کے لیے معاون مددگار تھیں، اس لیے مدینے میں مقیم اکثر لوگ زراعت کے ساتھ وابستہ تھے اور کھیتی باڑی کے لیے پانی کا ہونا ضروری ہے یہاں پر پانی کے لیے بہت سی وادیاں تھیں جو سال کے تمام موسم میں جاری رہتی تھیں، اس کے علاوہ پانی کے کنویں بھی تھے جس سے زمینوں کو پانی دیا جاتا تھا۔

اہل مدینہ زراعت و کاشتکاری میں سب سے زیادہ کھجور کی فصل اگاتے تھے اور ان کے پاس کھجوروں کے بڑے بڑے باغ ہوتے تھے، حتی کہ مدینے کے بارے میں مشہور ہوگیا تھا کہ کھجوروں کا علاقہ ہے۔ مدینے والوں کی پہچان کھجور بن گئی تھی اور اہل مدینہ کی خوراک بھی کھجور تھی۔

اہل مدینہ کھجور کھانے کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کھجوروں کے پھل اور درختوں سے کرتے تھے، کھجور کی شاخوں کو اپنے گھروں کے چھتوں کے لیے استعمال کرتے تھے اور ان کی شاخوں سے ٹوکریاں اور دروازے بھی بناتے تھے، اور کھجور کے تنوں کو اپنے گھروں میں بطور ستون چھت کے سہارے کے لیے استعمال کرتے تھے، اور کھجور کے درخت بطور ایندھن بھی استعمال کرتے تھے اس کے علاوہ کھجور کو اونٹوں کے لیے بطور چارہ بھی استعمال کرتے تھے مطلب کہ اہل مدینہ کو کھجور سے بہت زیادہ فوائد ملتے تھے۔

کھجور کے بعد اہل یثرب (مدینہ) کی بڑی پیداوار جَو تھے، اہل یثرب "جَو" کو کھیتوں میں لگاتے تھے لیکن اکثر اسے کھجور کے نیچے والی

زمین میں لگاتے تھے، کھجور کے بعد جَو پر اہل یثرب کا بہت زیادہ اعتماد تھا۔اس کے علاوہ اہل یثرب کے پاس گیہوں کی پیداوار بھی ہوتی تھی، اور اہل یثرب پھل بھی اگاتے تھے جس میں انار، کیلا، لیموں، تربوز اور لال مرچ وغیرہ شامل تھیں۔ اور یثرب کے باشندے سبزیاں اور ترکاریاں بھی اگاتے تھے، جیسے لہسن، پیاز، لوبیا، لوکی، کدو، شلجم، چقندر، مولی وغیرہ۔

اہل یثرب جو کھیتی باڑی کرتے تھے ان کے پاس اپنی زمینیں ہوتی تھیں، کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جن کے پاس اپنی زمینیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ دوسروں کی زمینوں کو کرائے پر لے کر اس پر کھیتی کرتے تھے، اور جن کے پاس اپنی زمینیں زیادہ ہوتی تھیں تو اس میں سے کچھ حصہ پر خود کھیتی کرتے تھے، اور کچھ حصہ دوسروں کو اجرت پر دیتے تھے۔ پھر زمین کی معیار کے مطابق زمین لیز پر یا کرائے پر دیتے تھے اس کے مختلف اقسام رائج تھے کہیں پر زمین آدھا حصہ کے طور پر دی جاتی تھی، یعنی آدھا مال مالک کو دیا جائے گا اور آدھا کاشتکار کو دیا جائے گا، اس کے علاوہ کوئی زمین کا ٹکڑا تیسری حصہ پر دیا جاتا تھا یعنی دو حصہ مالک کو ملیں گے اور تیسرا حصہ کسان کو ملے گا، اور کسی زمین کی صورت یہ ہوتی تھی کہ چوتھا حصہ کاشت کرنے والے کو دیا جائے گا اور تین حصے زمین کے مالک کو دیے جائیں گے۔ زمیندار اور کاشتکار کے درمیان یہ تقسیم درہم ودینار میں نہیں ہوتی تھی بلکہ جو چیز زمین سے حاصل ہوتی تھی اسی کو تقسیم کرتے تھے اگر "جَو" ہیں تو جَو کی اتنی وسق کاشتکار کو ملیں گے اور کھجور ہیں تو کھجور کی پیداوار ہی کو تقسیم کیا جاتا تھا۔[45]

8.2.1 گلہ بانی

اہل یثرب کا زراعت کے بعد معاش کا ذریعہ گلہ بانی تھا، گلہ بانی کے پیشے میں عموماً بدوی لوگ منسلک تھے اور حضری لوگ اس پیشے کو کم اختیار کرتے تھے، مدینے کی زمین زرخیز تھی اس لیے زراعت کے لائق تھی اور اس میں خصوصاً کوئی ایسی چراگاہ نہیں تھی جس میں یہ لوگ اپنے جانوروں کے ریوڑوں کو چرایا کریں۔ ایسے لوگ بھی تھے جن کے پاس جانوروں کی کثرت ہوتی تھی، ان میں اونٹ بکریاں اور بھیڑ تھے، یہ لوگ اپنے مال کو مدینے کے ارد گرد بارش کے پانی سے یا وادیوں کے پانی سے اگنے والے درختوں اور چراگاہوں میں اپنے جانوروں کو چراتے تھے۔

شہر کے شمال مغرب میں جبل سلع سے سات میل کے فاصلے پر "زغابہ" کے علاقے میں چراگاہ تھیں، جو شام جانے والے راستے پر تھی، وہاں پر یہ لوگ اپنے جانور لے جاتے تھے ان کو وہاں پر چراتے تھے، اسی کے ساتھ اور "غابہ" کے علاقے سے جنگلات شروع ہو رہے تھے اس میں چراگاہیں بھی تھیں اور درخت بھی تھے وہاں سے لوگ لکڑیاں لاتے تھے، اور بدوی لوگ وہاں پر اپنے جانوروں کے ریوڑ چرانے کے لیے لے جاتے تھے، اسی طرح شہر کے جنوب میں مکہ کے راستے پر مدینہ اور ربذہ کے درمیان چراگاہیں تھیں، یہاں پر بھی یہ لوگ اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے لے آتے تھے۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے خصوصاً ان چراگاہوں کی حفاظت کی، اور وہاں پر صدقہ کے اونٹ چرائے جاتے تھے، اسی طرح شہر

کے جنوب مغرب میں ایک چراگاہ تھی جو ہجرت کے بعد مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے مختص تھی وہاں پر صرف مسلمانوں کے گھوڑے ہی چرتے تھے۔

اہل مدینہ کے پاس بیل بھی تھے جن کو زمین کی سینچائی کے لیے استعمال کرتے تھے، اور اونٹوں پر زمین کے لیے کنوؤں سے پانی لاتے تھے، ان کو "اہل النواضح" کہتے تھے۔ مدینہ کے بدوی لوگوں کے پاس مکہ کے بدوی لوگوں کے مقابلے میں جانوروں کے ریوڑ کم ہوتے تھے، مدینے میں ایک خاص بازار تھی جہاں پر یہ بدوی لوگ اپنے جانور بیچنے کے لیے لاتے تھے ان میں بیل، اونٹ، گائے، بکریاں وغیرہ شامل تھیں اس کام میں بنو سلیم مشہور تھے وہ شہر کے باشندوں کے لیے گھوڑے وغیرہ درآمد کیا کرتے تھے۔

ہجرت کے بعد مسلمانوں کو جنگوں کے لیے گھوڑوں کی ضرورت زیادہ ہوتی تھی اس لیے مسلمان گھوڑوں کی خریداری زیادہ مقدار میں کرتے تھے۔ ہجرت کے شروع کے سالوں میں مال و دولت کی اتنی فراوانی نہیں تھی کہ مسلمان گھوڑے خریدے لیکن فتح مکہ پر مسلمانوں کے پاس گھوڑوں کی تعداد دو ہزار تھی ان میں سے انصار کے (پانچ سو) گھوڑے تھے اور مہاجرین کے 30 گھوڑے تھے باقی گھوڑے مدینے کے اردگرد آباد قبائل کے تھے۔[46]

8.2.2 تجارت

مدینہ میں رہنے والوں کے معاشی ذرائع میں سے ایک ذریعہ تجارت تھا۔ مدینہ کی زمین زرخیز ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر لوگوں کو معاش کی پریشانی کم ہوتی تھی اور اکثر لوگ کاشتکار تھے، کاشتکاری ایسا پیشہ ہے جس میں ایک جگہ سکونت اختیار کرنی پڑتی ہے لیکن کچھ لوگ تجارت کے پیشے کے ساتھ بھی منسلک تھے اگرچہ مدینے کی تجارت مکے کے مقابلے میں کم تھی، لیکن تجارت ہوتی تھی مگر ہجرت کے بعد مدینے کی تجارت میں بڑھوتری ہوئی۔

قرآن مجید کی مدنی سورتوں میں تجارت کے احکام ذکر کیے گئے ہیں جو اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ مدینہ کے اندر بھی تجارت ہوتی تھی۔ تجارت کی دو قسمیں ہیں:

- اندرونی تجارت
- بیرونی تجارت

مدینے کے لوگ دونوں قسم کی تجارت کرتے تھے۔

8.2.2.1 اندرونی تجارت یعنی داخلی تجارت

مدینے کے اندر مختلف تجارتی بازار تھے جس میں مختلف اشیاء کی تجارت ہوتی تھی سب سے بڑا اور عظیم بازار بنی قینقاع کا بازار تھا جو وادیٔ "بطحان" میں واقع تھا، مذکورہ بازار میں بہت زیادہ کاروبار ہوتا تھا۔

بنی قینقاع کا پیشہ زرگری تھا اس وجہ سے اس بازار میں زیادہ خرید و فروخت سونا و چاندی اور زیورات کی ہوتی تھی، بنی قینقاع کے لوگ سونے اور چاندی کے زیورات بنانے میں مہارت رکھتے تھے، شہر کے شمال مغرب میں سوق "زبالہ" تھا یہ بہت بڑا اور کشادہ بازار تھا اسلام کے بعد مسلمانوں نے اس بازار کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔

قباء کے مقام پر سوق "عقبہ" تھا جس میں خرید و فروخت ہوتی تھی اس کے علاوہ بنی حبلی کے گھروں کے ساتھ ایک بازار تھا۔ بقیع کے ساتھ بھی ایک بازار تھا جسے "بقیع الخیل" کہتے تھے اس بازار میں بنو سلیم گھوڑے، اونٹ، بکریاں اور بھیڑ وغیرہ کو فروخت کرتے تھے اس بازار میں صرف مویشی جانوروں کی خرید فروخت ہوتی تھی۔

ان تمام بازاروں میں مدینے کی مقامی تیار کردہ اشیاء کی تجارت ہوتی تھی، ان بازاروں میں کھجور، جَو، اناج اور شراب کی تجارت بھی ہوتی تھی، حتی کہ ان بازاروں میں لکڑی بھی فروخت ہوتی تھی لکڑی کاٹنے کے پیشے سے منسلک افراد مدینہ کے جنگلات اور "غابہ" کے درختوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے تھے اسے ان بازاروں میں بیچتے تھے، جس سے ان کو بہت سامال مل جاتا تھا۔

اسی طرح مدینے کے ارد گرد جو بدوی لوگ آباد تھے وہ بھی اپنی تیار کردہ اشیاء ان مقامی بازاروں میں بیچتے تھے، ان چیزوں میں جانوروں کے بال، اون اور روٹی وغیرہ شامل ہوتی تھی، اس کے علاوہ ان مقامی بازاروں میں مدینے میں تیار کردہ مقامی چیزوں کی بھی خرید و فروخت ہوتی تھی جیسے سونا اور چاندی کے زیورات وغیرہ۔ ہتھیار بھی ان بازاروں میں بیچے جاتے تھے اور باہر سے درآمد کی ہوئی اشیاء بھی ان بازاروں میں فروخت کے لیے لائی جاتی تھی جیسے شراب، تیل، گندم، سوتی اور ریشمی کپڑوں کی چیزیں مثلاً رنگ برنگی چادریں ان کو اہل ثروت اور مالدار لوگ خریدتے تھے۔

اسی طرح ان بازاروں میں عطر (خوشبوئیں) بھی فروخت ہوتی تھیں، جو مختلف قسم کی خوشبوئیں ہوتی تھیں، اور مدینے کے لوگ اسلام سے پہلے سود کو بھی بطور تجارت کرتے تھے اس میں عرب اور یہود دونوں برابر کے شریک، لیکن یہ کام بدوی لوگ نہیں کرتے تھے، حتیٰ کہ سود دینے والے سودی قرضے بڑھاتے بڑھاتے لوگوں کو ملکیتوں پر قبضے کر دیتے تھے۔

قبیلۂ اوس کے سردار تھے احیحہ بن جلاح جو سودی کاروبار میں سر فہرست تھے اس نے سودی قرضوں کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی ملکیتیں ضبط کی ہوئی تھیں۔ بہر حال مدینے کے لوگ یہ تمام کاروبار مدینے کے اندر کرتے تھے۔[47]

8.2.2.2 بیرونی و خارجی تجارت

تجارت کے لیے شہر میں امن و سکون اور اطمینان کا ہونا ضروری ہے تاکہ تاجر لوگ بآسانی تجارت کر سکیں۔ ہجرت سے پہلے مدینہ میں امن و استحکام نہیں ہوتا تھا، اکثر اوقات اَوس و خزرج کی لڑائیاں چلتی تھیں، اور یہود کے بھی آپس میں جھگڑے اور اختلاف چلتے تھے، اس وجہ سے مدینہ تجارت کا مرکز نہیں بن سکا۔ لیکن جو تجارتی قافلے ملک شام یا یمن کی طرف جاتے تھے ان کا گزر

مدینے کے راستے سے ہوتا تھا۔ مدینے کے باشندے اپنی چیزیں ان تجارتی قافلوں کے ساتھ بھیج دیتے تھے، جو چیز ان کو درآمد کرنی ہوتی وہ بھی ان تجارتی قافلوں سے کرتے تھے۔ یہود جو اہل ثروت اور مالدار تھے اور ساتھ میں زرگری کا ہنر بھی ان کو آتا تھا تو یہ لوگ تجارت کی غرض سے حجاز کے اندر جو موسمی بازار لگتے تھے ان میں تجارت کی غرض سے جاتے تھے اور حجاز سے باہر تجارت کے لیے جاتے تھے۔ اہل مدینہ زراعت کھیتی باڑی بھی کرتے تھے اس لیے کہ زیادہ انحصار تجارت پر نہیں تھا، بخلاف اہل مکہ کے ان کے پاس تجارت کے علاوہ اور کوئی مؤثر ذریعہ معاش نہیں تھا۔

اہل مدینہ اپنی زراعت ہونے کے باوجود کھانے کے لیے کچھ چیزیں درآمد کرتے تھے، جیسے گندم، کشمش اور تیل وغیرہ، جو قافلے شام سے مدینے کے راستے سے گزرتے تھے ان سے یہ چیزیں خرید لیتے تھے سوتی اور ریشمی کپڑے کی بنی ہوئی اشیاء اور چادریں یمن سے درآمد کرتے تھے، اور خوشبوئیں بحرین اور ہند سے منگواتے تھے، اور جو قافلے مدینے سے شام یا یمن کی طرف جاتے تھے ان کو اپنی چیزیں فروخت کرنے کے لیے دیتے تھے، مثلاً سونے چاندی کے زیورات اور لوہے کے ہتھیار بھی برآمد کرتے تھے۔ اسی طرح زرعی آلات جو زراعت میں کام آتے تھے وہ بھی برآمد کرتے تھے، زیادہ نفع کمانے کے لیے کبھی کبھار یہ چیزیں خود بیچنے کے لیے باہر لے جاتے تھے۔ یہ لوگ حجاز سے باہر جانے کے لیے زمینی راستہ بھی استعمال کرتے تھے، اور ساتھ میں سمندری راستے سے بھی آتے جاتے تھے۔ چونکہ مدینہ بحر احمر سے زیادہ دور نہیں تھا اس بندرگاہ اور مدینے کے درمیان ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ تھا، یہ ان کی اپنی بندرگاہ تھی جہاں بڑے بڑے بحری جہاز لنگر انداز ہوتے تھے حبشہ، عدن، چین اور ہندوستان کے جہاز یہاں تجارتی سامان لے کر آتے تھے۔ مدینے کے باشندے اسی بندرگاہ کے ذریعے تجارت کرتے تھے اور ان کو بڑا تجارتی نفع حاصل ہوتا تھا۔

مدینے میں ہجرت سے پہلے حالات خراب ہونے کی وجہ سے تجارت زیادہ نہیں ہوتی تھی، لیکن ہجرت کے بعد جب مدینے میں اسلامی ریاست قائم ہوئی اور شہر کے اندر امن وسکون اور استحکام پیدا ہوا تو تجارت بڑھنے لگی۔ خصوصاً مہاجر صحابہ جو پہلے ہی سے تجارت میں مہارت رکھتے تھے انہوں نے یہاں آکر تجارت کو فروغ دیا اور رفتہ رفتہ مدینہ تجارت کے لیے موزوں شہر بن گیا تھا۔[48]

8.2.3 صنعت وحرفت

معاشی ذرائع میں سے ایک ذریعہ حرفت بھی ہے۔ ہر شہر میں کچھ پیشور لوگوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے جس سے شہر کی آبادی کی ضروریات پوری ہوں، اور لوگوں کے روزمرہ کے زندگی میں کام آنے والی اشیاء موجود ہوں اور ان چیزوں کو خریدنے کے لیے شہری آبادی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

اسلام سے پہلے میں مدینے کے لوگ مختلف پیشوں سے منسلک تھے۔ لوگوں کی ضروری اشیاء اپنے ہاتھ سے تیار کرتے تھے، مدینے کے لوگ پیشوں کے لحاظ سے مکے والوں سے بہت آگے تھے، مدینہ میں ان پیشوں کے ساتھ اکثر غلام یا مملوک لوگ کسی پیشے کو

اختیار کرتے تھے اور آزاد لوگ بھی ان کاموں میں دلچسپی رکھتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں مدینے کے لوگ بعض حرفتوں کے ساتھ منسلک تھے اور شہر مدینہ میں متعدد صنعتیں تھیں، سب سے بڑی زرعی پیداوار کی صنعت تھی، جس میں کھجور کا بڑا دخل تھا، اس لیے کہ لوگ کھجوروں سے شراب بھی تیار کرتے تھے جس کو لوگ بڑے شوق سے پیا کرتے تھے، اور کھجور سے شراب تیار کر کے فروخت کرتے تھے، اس کام میں عرب اور یہود دونوں شریک تھے بڑے بڑے برتنوں میں شراب بھر کر رکھتے تھے۔

مدینے میں بڑھئی کی حرفت بھی عروج پر تھی، اس میں گھروں کے لیے کھڑکیاں، دروازے اور دوسرا فرنیچر بنایا جاتا تھا۔

یہودیوں کے مالدار لوگ اپنے گھروں میں لکڑی کا بنایا ہوا فرنیچر استعمال کرتے تھے اس میں کرسی کا استعمال عام تھا اس وقت کرسی اس طرح بنتی تھے کہ سارا کام لکڑی سے کرتے لیکن کرسی کے چاروں پاؤں لوہے کے ہوتے تھے۔ مدینے کے شمال مغرب میں "غابہ" کے علاقے میں بہت بڑے بڑے جنگلات اور درخت تھے وہاں سے بڑھئی لوگ لکڑی لاتے تھے اور اس لکڑی سے اشیاء بناتے تھے۔

8.2.4 لوہار

مدینے کے لوگ لوہار کے پیشے سے بھی منسلک تھے، یہ لوہے سے آلہ زراعت بناتے تھے، جیسے کلہاڑی ہل اور کٹائی کے لیے استعمال ہونے والی درانتی بھی بناتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسری چیزیں جو کسان کے استعمال میں آتی تھیں، یہ لوہار لوگ بناتے تھے، اور ان چیزوں کو دوسرے شہروں میں بھی برآمد کرتے تھے، بہر حال مدینے میں یہ ایک اچھی خاصی صنعت تھی جس سے ان کو بڑا نفع حاصل ہوتا تھا۔

8.2.5 زرگری

اس پیشے کے ساتھ بنو قینقاع کے منسلک تھے، وہ سونے اور چاندی کے زیورات وغیرہ بناتے تھے، اس پیشے میں پورے مدینے میں ان کے برابر کوئی نہیں تھا۔ یہ لوگ سونے چاندی سے مختلف قسم کے زیورات بناتے تھے، اس میں سونے کے کنگن، انگوٹھیاں، پازیب، بالیاں اور سونے یا جواہرات یا زمرد سے بنے ہوئے ہار بھی ہوتے تھے۔ ان زیورات کو اطراف کے تمام علاقوں میں فروخت کرتے تھے، اور پورے حجاز میں ان کی اس صنعت و حرفت کا بڑا ڈنکا بجتا تھا، اس سے ان یہودیوں کو بڑا سرمایہ حاصل ہوتا تھا۔[49]

8.2.6 اسلحہ سازی

مدینہ منورہ میں اسلحہ سازی کی صنعت اور حرفت بھی ہوتی تھی، اس حرفت میں بھی یہود کی مکمل اجارہ داری تھی، اور یہودی اس کو اپنے آباء واجداد کا پیشہ کہتے تھے، یہ لوگ تلواریں اور تیر بناتے تھے مدینے کے تیر بہت ہی مشہور تھے اور مدینے میں ایسے کاریگر بھی تھے جو تلواروں اور ہتھیاروں کو چمکانے میں مہارت رکھتے تھے۔

اس کے علاوہ شکار کرنے کے اوزار مدینے میں بنائے جاتے تھے، جس میں جال جو مچھلی وغیرہ پکڑنے میں استعمال ہوتا تھا اور بھی بہت سی چیزیں مدینے کے لوگ بناتے تھے، اور بھی بہت سی چیزیں مدینے لوگ بناتے تھے۔ ان تمام اشیاء کو فروخت کرکے اچھا خاصا مال کماتے تھے اس پر ان لوگوں کا گزر بسر ہوتا تھا۔

ان اہم صنعتوں کے علاوہ ٹیکسٹائل (پارچہ بافی) کی صنعت بھی تھی، جس میں زیادہ کام خواتین کا تھا خواتین اپنے ہاتھ سے سلائی بھی کرتی تھیں اور چمڑے کو رنگنے کا کام بھی کرتی تھیں، اصل میں یہ صنعت خواتین کی حرفت اور دستکاری پر مشتمل تھی۔

اس کے علاوہ مزدور اور اجیر ہوتے تھے جو اینٹوں اور پتھروں کو تراش کر تعمیرات کرتے تھے، ان کا کام اجرت پر ہوتا تھا، اس کے علاوہ اور کاریگر تھے جو مٹی اور تانبے سے کھانے پینے کے برتن بناتے تھے ان چیزوں سے اور اشیاء بھی تیار کرتے تھے۔

یہ تمام کام مدینے کے لوگ کرتے تھے اور جو چیز لوگوں کی ضرورت میں ہوتی اس کو اپنے ہاتھ سے تیار کرتے تھے، یہ کام یہودی اور عرب دونوں کرتے تھے، اس کام میں غلام بھی ہوتے اور آقا بھی ہوتے تھے، اور غلام وہ ہوتے تھے جس کو آقا نے کسی حرفت کے لیے خریدا ہوا ہوتا، اور اسے شہر میں اسی کام کے لیے لایا جاتا تھا، غلاموں میں فارسی، رومی، اور حبشی ہوتے تھے جو اپنے مالکوں کے کام کرتے تھے۔[50]

اگر اسلام سے پہلے مدینے کے داخلی حالات تجارت میں رکاوٹ نہ ہوتے تو مدینہ مکہ سے بھی بڑھ کر تجارت کا مرکز ہوتا، لیکن مدینے کے اندر پے در پے فسادات ہو رہے تھے اور ایسا رہنما بھی نہیں تھا جس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہو، جو ان تمام نزاعات کو سلجھائے ان وجوہات کی بنا پر مدینے کے لوگوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کو مدینے میں ہجرت کرکے بسانا چاہا۔ آپ ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینے میں جو اتحاد اتفاق پیدا ہوا سب آپ کی حکمت و مصلحت کی بدولت تھا، اس کے بعد جو مدینہ نے ترقی کی اس کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے۔

8.2.7 شکار

مدینے کے لوگوں کے معاشی ذرائع میں سے شکار کرنا بھی تھا، شکار شہر کے رہنے والے اور صحرا کے لوگ بھی شکار کے ساتھ وابستہ تھے اور جن جانوروں کا شکار کیا جاتا تھا اس میں زیبرا، ہرن، خرگوش اور جنگلی جانور شامل تھے، یہ لوگ شکار کرنے کے لیے گھوڑوں اور نیزوں کا استعمال کرتے تھے یا انہیں تیر مارتے تھے، ساتھ میں پھندے جالے اور آرے کے کانٹے بھی شکار کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ شکار کو پکڑنے کے لیے سکھائے ہوئے کتے اور دوسرے جانور بھی استعمال کرتے تھے، یا کسی جانور پر سوار ہو کر شکار کے قریب جا کر اس کو نیزہ مارتے تھے، جس سے وہ شکار زخمی ہو جاتا ہے جس سے اس کو پکڑنا آسان ہو جاتا تھا۔

سمندری شکار ساحل پر رہنے والے لوگ بھی کرتے تھے اور شہر میں رہنے والے بھی سمندری شکار کرتے تھے، اس طرح ہوتا تھا کہ

حضری لوگ سمندر میں سفر کے لیے جارہے ہوں اور ساتھ میں شکار بھی کر رہے ہوں۔ بہر حال مدینے کے لوگ شکار سے بھی اپنی معاش کی تکمیل کرتے تھے، شکار کرنے کے بعد اس کا گوشت فروخت کرتے تھے جس سے ان کو بہت بڑا نفع ملتا تھا اس طرح ان کی زندگی کے ایام گزرتے تھے۔[51]

حواشی وحوالہ جات

1 جواد علی، ڈاکٹر، المفصل العرب قبل الاسلام، بغداد: جامعہ بغداد، 1993ء، 4/27

Jawad Ali, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, Baghdad: Jamiat Baghdad, 1993 AD, 4/27.

2 ایضاً۔

Ibid

3 ایضاً، 4/268۔

Ibid, 4/268

4 ایضاً، 4/277۔

Ibid, 4/277

5 ایضاً، ص222۔

Ibid, P222

6 بغدادی ،محمد بن حبیب ، کتاب المنمق فی اخبار قریش،بیروت:دارعالم الکتب،1985ء،ص 41-45

Baghdadi, Muhammad ibn Habib, Kitab al-Munmaq fi Akhbar Quraysh, Beirut: Dar al-ʿIlm al-Kutub, 1985 AD, pages 41-45.

7 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، 7/371۔

Jawad Alī, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, 7/371

8 ایضاً۔

Ibid

9 ایضاً۔

Ibid

10 افغانی،محمد سعید ، اسواق العرب فی الجاهلیة ولاسلام،دمشق:مکتبةالہاشمیة،1973ء،ص 220

Afghānī, Muḥammad Saʿīd, Aswāq al-ʿArab fī al-Jāhiliyya wa al-Islām, Damascus: Maktabat al-Hāshimiyya, 1973 CE, P 220.

11 ایضاً، ص224۔

Ibid, P224

12 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، 7/374۔

Jawad Alī, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, 7/374

13 افغانی ، اسواق العرب فی الجاهلية ولاسلام، ص333

Afghānī, Muḥammad Saʿīd, Aswāq al-ʿArab fī al-Jāhiliyya wa al-Islām, P333

14 ایضاً،ص338۔

Ibid, P 338

15 ایضاً،ص242۔

Ibid, P242

16 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام،7/381۔

Jawad Alī, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, 7/381

17 ایضاً،7/301۔

Ibid, 7/301

18 ایضاً،7/290۔

Ibid, 7/290

19 ایضاً،7/293۔

Ibid, 7/293

20 سید عبد العزیز سالم، ڈاکٹر ، تاريخ العرب فی عصر الجاهلية،بيروت:دارالنهضة العربية،1999ء،ص363

Sayyid ʿAbd al-ʿAzīz Sālim, Doctor, Tārīkh al-ʿArab fī ʿAṣr al-Jāhiliyya, Beirut: Dār al-Nahḍa al-ʿArabīyah, 1999 CE, ṣāḥifa 363.

21 ایضاً،ص361۔

Ibid, P 361

22 علی محمد الصلابی، ڈاکٹر ، السيرة النبويه،دمشق:دارابن كثير،2000ء،28/1

ʿAlī Muḥammad al-Ṣalābī, Doctor, al-Sīrah al-Nabawīyah, Damascus: Dār Ibn Kathīr, 2000 CE, 1/28.

23 الدينوری، عبد الله بن مسلم ابن قتيبة، كتاب المعارف،دمشق:دارالمعارف،2013ء،ص 575

Al-Dīnawarī, ʿAbd Allāh ibn Muslim ibn Qutaybah, Kitāb al-Maʿārif, Damascus: Dār al-Maʿārif, 2013 CE, p. 575.

24 ایضاً۔

Ibid

25 عبدالروف ظفر،ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی خطبات سرگودھا، سرگودھا:یونیورسٹی آف سرگودھا،سن ندارد،ص168۔

ʿAbd al-Raūf Ẓafar, Dr. Muḥammad Yāsīn Maẓhar Ṣiddīqī, Khuṭbāt Sargodha, Sargodha: University of Sargodha, n.d., p. 168.

26 الدينوری، كتاب المعارف، ص 575

Al-Dīnawarī, ʿAbd Allāh ibn Muslim ibn Qutaybah, Kitāb al-Maʿārif,

27 عبد العزيز سالم، تاريخ العرب فی عصر الجاهلی،ص 365

ʿAbd al-ʿAzīz Sālim, Doctor, Tārīkh al-ʿArab fī ʿAṣr al-Jāhiliyya,

28 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، 7/294۔

Jawad Alī, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, 7/294

29 ایضاً۔

Ibid

30 ایضاً۔

Ibid

31 الدینوری، کتاب المعارف، ص 575

Al-Dīnawarī, ʿAbd Allāh ibn Muslim ibn Qutaybah, Kitāb al-Maʿārif,

32 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، 7/440۔

Jawad Alī, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, 7/440

33 ایضاً، 4/143۔

Ibid, 4/143

34 یاقوت حموی، معجم البلدان، بیروت: دارصادر، 1999ء، 10/4

Yāqūt Ḥamawī, Muʿjam al-Buldān, Beirut: Dār Ṣādir, 1999 CE, 4/10.

35 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، 4/151۔

Jawad Alī, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, 4/151

36 عبد العزیز سالم، تاریخ العرب فی عصر الجاهلی، ص 376

ʿAbd al-ʿAzīz Sālim, Doctor, Tārīkh al-ʿArab fī ʿAṣr al-Jāhiliyya,

37 ایضاً، ص377۔

Ibid, P377

38 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، 4/153۔

Jawad Alī, Doctor, al-Mufaṣṣal al-ʿArab Qabla al-Islam, 4/153

39 ایضاً، 4/157۔

Ibid, 4/157

40 ایضاً، 4/152۔

Ibid, 4/152

41 احمد ابراهیم الشریف، مكة والمدينة فى الجاهلية و عهد الرسول ﷺ، ص 311

Aḥmad Ibrāhīm al-Sharīf, Makkah wa al-Madīnah fī al-Jāhiliyyah wa ʿAhd al-Rasūl, P 311

42 عبد العزیز سالم، تاریخ العرب فی عصر الجاهلی، ص376

ʿAbd al-ʿAzīz Sālim, Doctor, Tārīkh al-ʿArab fī ʿAṣr al-Jāhiliyya,

43 احمد ابراهیم الشریف، مكة والمدينة فى الجاهلية و عهد الرسول ﷺ، ص 317

Aḥmad Ibrāhīm al-Sharīf, Makkah wa al-Madīnah fī al-Jāhiliyyah wa ʿAhd al-Rasūl, P 317

44 ایضاً، ص319۔

Ibid, P319

[45] ایضاً،ص379۔

Ibid, P 379

[46] ایضاً،ص284۔

Ibid, P284

[47] ایضاً،ص388۔

Ibid, P388

[48] ایضاً،ص297۔

Ibid, P 297

[49] ایضاً،ص498۔

Ibid, P498

[50] ایضاً،ص401۔

Iid, P 401

[51] ایضاً،363۔

Ibid, P363